Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | جمعرات ۱۱ رجب ۱۴۱۰ھ، ۸ تبلیغ ۱۳۶۹ہش، ۸ فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۳۳

سنجیدگی کی ضرورت

"مَیں جماعت کے اس حصّے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نَو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریکِ جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں۔"

(ارشاد سیدنا امام جماعت احمدیہ (الرابع)
الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرتِ اقدس بانیٔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ

"دعائیں جسقدر بے ہودگی ہوتی ہے اسی قدر اثر کم ہوتا ہے۔ یعنی اس کی استجابت ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ اس کا گزارہ ایک دو روپیہ روزانہ میں بخوبی چل سکتا ہے لیکن وہ پچاس روپیہ روزانہ طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا سوال بے ہودہ ہوگا۔ یہ ضروری امر ہے کہ ضرورتِ حقّہ اللہ تعالیٰ کے آگے پیش کی جاوے۔ جب کسی کی مصیبت کا خط آتا ہے اور اس میں دعا کی درخواست ہوتی ہے تو دیکھا گیا ہے کہ دل خوب لگ کر دعا کرتا ہے لیکن دوسری بے ہودہ درخواستوں میں اس قدر دل نہیں لگتا۔"

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۱۰۶-۱۰۷)

"نبی اگر شدائد اور مصائب سے امن میں رہے تو اُن کی صبر کی قوت کا پتہ لوگوں کو کیسے معلوم ہو۔ پھر بہت سے اخلاقِ فاضلہ اس قسم کے ہیں کہ وہ صرف نزولِ مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان تھا کہ آپ کو دونوں موقع عطا کیئے۔ ہر ایک نبی کا یہ کام نہیں کہ وہ ہر ایک رتبہ کے لوگوں کو ایک کامل نمونہ اخلاق کا پیش کر سکے۔ فقیر غریب اور امیر وغیرہ ہر ایک اس کے چشمہ سے مساوی سیراب ہوں۔ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہی ذات سے ہے۔ جس نے کُل ضرورتوں کو پورا کر کے دکھایا۔"

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۱۱۶-۱۱۷)

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ملک مجیب الرحمٰن صاحب آف ورجینیا (امریکہ) ابن حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب اور عزیزہ نائلہ منصورہ صاحبہ کو ۱۳ نومبر ۱۹۸۹ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم سیّد ناصر شاہ صاحب آف کراچی کا نواسہ ہے۔ بچے کا نام احمد سیف الرحمٰن تجویز ہوا ہے۔

○ مکرم رانا بشیر احمد صاحب ناصر اور مکرمہ صادقہ پروین صاحبہ (مقیم کینیڈا) کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضور پرنور نے امتہ الشافی عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو خادمِ دین بنائے اور صحت و درازیٔ عمر سے نوازے۔

○ مکرم میاں محمد اسلم صاحب شریف زعیم انصار اللہ۔ کھاد فیکٹری ملتان کی والدہ صاحبہ فیصل آباد میں شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم لطف الرحمٰن صاحب چوکیدار گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم حکیم خورشید احمد صاحب صدر محلہ ناصر آباد کے بیٹے فرید احمد کئی روز سے بیمار ہیں۔

○ مکرم ماسٹر ثناء اللہ صاحب آف مہندی پور ضلع سیالکوٹ دردِ گردہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ انہیں علاج کیلئے لاہور لے جایا گیا ہے۔

○ محترمہ بشریٰ شاہد صاحبہ کی والدہ محترمہ کی آنکھ کا اپریشن مورخہ ۳ فروری ۱۹۹۰ء کو فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں مکرم ڈاکٹر رشید محمد صاحب راشد (آئی سپیشلسٹ) نے کیا ہے۔ جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوا ہے۔

قارئین کرام ان تمام مریضوں کی شفائے کامل کے لئے دُعا کریں۔

دِل خدا تعالیٰ کی محبّت کیلئے بنایا گیا ہے

ارشادات سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"گناہ کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے، جب دل کے اندر شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی وجہ سے غیر اللہ کی محبّت پیدا ہو جاتی ہے اور غیر اللہ کی محبت دنیا میں ہزاروں شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے کبھی بچوں کی محبت غلو اختیار کر جاتی ہے۔ کبھی اموال کی محبت اپنی حدود کے اندر نہیں رہتی۔ کبھی رشتہ داری کی پچ ہوتی ہے کبھی قومی فخر نیکیوں کے رستہ میں حائل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی انسان اپنی بُری عادتوں کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ یہ سب چیزیں ایک ایسی محبت سے تعلق رکھتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی محبت نہیں کہلاتی۔ بلکہ غیر اللہ کی محبت کے نام سے اسے یاد کیا جا سکتا ہے، اور یہ غیر اللہ کی محبت آہستہ آہستہ دلوں پر قبضہ کر لیتی ہے، پہلے ایک غلطی ہوتی ہے۔ پھر دوسری پھر تیسری۔ اسی طرح ایک کے بعد دوسری غلطی ان سے ہوتی رہتی ہے اور وہ دل جو خدا تعالیٰ کی محبّت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور وہ دماغ جس میں خدا تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیئے تھی وہ غیر اللہ کی محبت میں بُری طرح پھنس جاتا ہے۔"

(خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث)
۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

اخبار الفضل ہم سب کا اخبار ہے۔ مَردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی۔ بڑوں کا بھی اور چھوٹوں کا بھی۔ بعض حصّے (حضور کے ارشادات اور خطبات) تو ہم کو گھر میں درس کی طرح پڑھنے چاہئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۸ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش   ۸ فروری ۱۹۹۰ء

نعماء کے سلسلہ میں استعداد

اللہ تعالیٰ تو بن مانگے بھی دیتا ہے اور مانگیں تو اس سے بھی زیادہ دیتا ہے۔ اور اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ مانگیں اور مل جائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، اس طرح اللہ تعالیٰ اور بھی زیادہ دیتا ہے (اگرچہ یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ مانگیں اور مل جائے یا بن مانگے جو کچھ مل جائے اس کا شکر ادا نہ کریں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کا باعث بن جاتی ہے) لیکن جو کچھ ملتا ہے اسس کا استعمال بھی صحیح طور پر ہونا چاہیئے۔ اس کے استعمال کی طاقت موجود ہونی چاہیئے یا پیدا کی جانی چاہیئے۔ ورنہ یہ ہوگا کہ پھٹی پرانی جھولی میں چیزیں ڈالتے چلے جائیں گے۔ جیسے جیسے مزید چیزیں ڈالیں گے اس میں سے گرتی چلی جائیں گی چیزوں کے ملنے کا فائدہ بھی نہ ہوا اور دینے والے کی ناراضگی بھی مول لی۔

پس یہ نہائت ضروری ہے کہ جہاں ہم یہ جانتے ہیں کہ دینے والا دیتا ہے بن مانگے بھی اور مانگنے پر بھی، تو ان چیزوں کو لینے اور ان کے استعمال کی استعداد کا پیدا کرنا بھی ہمیں اپنے اوپر فرض کر لینا چاہیئے۔ اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو بہتر سے بہتر بناتے رہنے کی فکر دامنگیر ہونی چاہیئے۔ تاکہ جو ملتا ہے اس سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں اور مزید لینے کے لئے تیار رہیں۔

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحمتیں نازل فرماتا رہے) اس سلسلہ میں فرماتے ہیں

> "اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو تمام وجوہ سے کامل ہوتی ہیں اور تمام ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے تم کو ایسی نعمت دی ہے کہ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کی قدر کرو، اس کا شکریہ ادا کرو"۔

یہ بات سمجھ لینے کے باوجود کہ چیز ملنے پر شکر ادا کرنا چاہیئے۔ انسان کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کس طرح ادا کیا جائے، کیا صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔ کہ یا اللہ شکر ہے تیرا۔ جس طرح ہم انسان آپس میں کرتے ہیں کہ "شکریہ" کہا اور بس۔ اس سلسلہ میں حضرت فضل عمر فرماتے ہیں

> "شکریہ دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو زبان سے کہ اس کے انعامات کا زبان کے ذریعہ سے اظہار کیا جائے اور اس کو یاد کیا جائے دوسرے اپنے عمل سے۔ عمل سے اس طرح کہ ان نعمتوں کو موقعہ کے مطابق استعمال کرو"۔

یہ بات اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس طرح انسان اپنی استعدادوں کو استعمال بھی کرتا ہے اور ان استعدادوں کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور یہی بات اسے اس کی تکمیل کی طرف لے جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی عطا کردہ نعماء کا شکر ادا کر سکیں اور اس طرح شکر ادا کریں کہ اس کی نظرِ کرم ہم پر ہر لمحہ و ہر آن بڑھتی رہے۔

میری استعداد کو میرے خدا
تو بڑھا ہر لمحہ اور اتنا بڑھا
تیری ہر نعمت مجھے وافر ملے
شکریہ میں کر سکوں تیرا ادا

ابوالاقبال

شکل اس شوخ کی تھی ہم نے تو پہچانی بھی
وہ جو اس عہد کے انکار کا تھا بانی بھی

اَب تو کہتے ہیں یہ غولانِ بیابانی بھی
عشق اس شہر کی عادت بھی ہے عُریانی بھی

یہ الگ بات کہ ہو جاتی ہیں نظریں زخمی
ورنہ منظر سے لپٹنے میں ہے آسانی بھی

رَہ گیا ایک شہادت کا فریضہ باقی
ریت بھی رُوٹھ گئی بند ہوا پانی بھی

لاکھ نادان ہیں ناکارہ ہیں نالائق ہیں
ہم ہیں اَے حُسن تری زُلف کے زندانی بھی

ہم فقط سلطنتِ دِل کے محافظ ہی نہیں
ہم کو حاصل ہے درِ یار کی دربانی بھی

ہر کوئی ہم سے ملا اپنا سمجھ کے مضطرؔ
سلسلہ اپنا ہے رُوحانی بھی جسمانی بھی

چوہدری محمد علی

کوئی بچہ بھی میٹرک سے کم تعلیم کا نہ ہو

(ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

۱۔ "ایک ایسی جماعت پیدا ہو جانی چاہیئے پاکستان میں جس کا اپنے AGE GROUP کے لحاظ سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں جو میٹرک پاس نہیں ہے"۔

۲۔ "اس سے بھی اہم دعا یہ کریں اپنے رب سے کہ اے خدا! مرزا ناصر احمد کی یہ خواہش ہے کہ اگلے سو سال میں ایک ہزار انتہائی غیر معمولی ذہین سائنسدان جماعت احمدیہ کو ملے تو اس خواہش کو پورا کر"۔
تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء

۳۔ "میں علم کی بڑی چوڑی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں۔ وسعت کے لحاظ سے جب تک وسعت نہیں ہوگی اس وقت تک رفعت بھی نہیں ہوگی۔ جتنا اونچا مینار لیکر جانا ہو اتنی مضبوط بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر بچے کو خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا ہے میٹرک پاس ہونا چاہیئے"۔ خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۰ء

۴۔ "قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اور اس میں بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کیلئے ہمارا ہر بچہ میٹرک ضرور پاس کرے"۔ (خطبہ جمعہ مئی ۱۹۸۱ء)

(مرسلہ مہتمم امور طلبہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

علمی مسائل

میرے نزدیک موجودہ زمانہ میں جو لغویات پائی جاتی ہیں ان میں سے سب سے مقدم سینما ہے جو قومی اخلاق کے لئے ایک نہایت ہی مہلک اور تباہ کن چیز ہے اور تمدنی لحاظ سے بھی ملکی امن کے لئے خطرے کا موجب ہے۔ میں نے کچھ عرصہ ہوا فرانس کے متعلق پڑھا۔ کہ وہاں کئی گاؤں اس لئے ویران ہوگئے کہ لوگ سینما کے شوق میں گاؤں چھوڑ چھوڑ کر شہروں میں آکر آباد ہوگئے تھے اور گورنمنٹ کو فکر پڑ گئی کہ اس رَو کو کس طرح روکا جائے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سینما اپنی ذات میں برا نہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس کا برے طور پر استعمال کرکے اس زمانہ میں اسے انتہائی طور پر نقصان رساں اور تباہ کن بنا دیا گیا ہے۔ ورنہ اگر کوئی شخص ہمالیہ پہاڑ کے نظاروں کی فلم تیار کرے اور وہاں کی برف اور درخت اور چشمے وغیرہ لوگوں کو دکھائے جائیں اس کی چٹانوں غاروں اور چوٹیوں کا نظارہ پیش کیا جائے اور اس میں کسی قسم کا باجا یا گانا نہ ہو تو چونکہ یہ چیز علمی ترقی کا موجب ہوگی اس لئے یہ جائز ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی فلم کلی طور پر (دعوت الی اللہ) کے متعلق ہو یا تعلیمی ہو اور اس میں گانے بجانے یا تماشے کا شائبہ تک نہ ہو تو اس کے دیکھنے کی بھی ہم اجازت دے دیں گے۔ اسی طرح تربیتی یا جنگی اداروں کی طرف سے جو خالص علمی تصاویر آتی ہیں جن میں جنگلوں دریاؤں کے نظارے یا کارخانوں کے نقشے یا لڑائی کے مختلف مناظر ہوتے ہیں وہ بھی دیکھے جا سکتے ہیں کیونکہ انکے دیکھنے سے علمی ترقی ہوتی ہے۔ بعض صنعتی یا زرعی تصویریں ہوتی ہیں۔ جن میں کسانوں کو کھیتی باڑی کے طریق سکھائے جاتے ہیں۔ فصلوں کو تباہ کرنے والی بیماریوں کے علاج بتائے جاتے ہیں۔ زراعت کے نئے نئے آلات سے روشناس کیا جاتا ہے۔ عمدہ بیج اور ان کی پیداوار دکھائی جاتی ہے۔ ایسی چیزیں لغو میں شامل نہیں۔ کیونکہ ان کے دیکھنے سے علمی لحاظ سے انسان کو ایک نئی روشنی حاصل ہوتی ہے اور اس کا تجربہ ترقی کرتا ہے اور وہ بھی اپنی تجارت یا صنعت یا زراعت کو زمانے کی دوڑ کے ساتھ ساتھ بڑھانے اور ترقی دینے کے وسائل اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن جھوٹی فلم خواہ جغرافیائی ہو خواہ تاریخی ناجائز ہے۔ مثلاً نپولین کی جنگوں کی کوئی شخص فلم بنائے تو یہ جھوٹی ہوگی۔ اور باوجود نام نہاد تاریخی فلم ہونے کے ناجائز ہوگی۔ جغرافیائی اور تاریخی فلم سے مراد محض سچی فلم ہے۔ جھوٹی فلم مراد نہیں۔ بہرحال سینما کی وہ فلمیں جو آج کل تمام بڑے بڑے شہروں میں دکھائی جاتی ہیں اور جن میں ناچ بھی ہوتا ہے اور گانا بجانا بھی ہوتا ہے۔ یہ ایک بدترین لعنت ہے۔ جس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لوگوں کو گویا اور سینکڑوں شریف خاندانوں کی عورتوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے۔ میں چونکہ ادبی رسائل وغیرہ دیکھتا رہتا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ سینما کے شوقین اور اس سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کے مضامین میں عموماً ایک تمسخر ہوتا ہے۔ اور ان کا اخلاق اور انکا مذاق ایسا گندا ہوتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ سینما والوں کی غرض تو محض روپیہ کمانا ہوتی ہے۔ نہ کہ لوگوں کو اخلاق سکھانا اور وہ روپیہ کمانے کیلئے ایسے بیہودہ اور لغو افسانے اور گانے پیش کرتے ہیں جو اخلاق کو سخت خراب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور نتیجۃً جب ان کو دیکھنے جاتے ہیں۔ تو ان کا اپنا مذاق بھی بگڑتا ہے۔ اور ان کے بچوں اور ان کی عورتوں کا مذاق بھی بگڑ جاتا ہے۔ جن کو سینما دکھانے کے لئے وہ ساتھ لے جاتے ہیں یا جن کو واپس آکر وہاں کے قصے سناتے ہیں۔

غرض سینما ملک کے اخلاق پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رہے ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے ممانعت نہ ہوتی تب بھی ہر سچے اور مخلص ایمان والے کی روح اس سے اجتناب کرتی۔ بعض احمدی پوچھتے ہیں کہ انگریزی فلموں میں تو کوئی لغویات نہیں ہوتی۔ ان کو دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ حالانکہ کوئی انگریزی فلم ایسی نہیں ہوتی جس میں گانا بجانا نہ ہو اور گانا بجانا (دین حق) میں سخت منع ہے۔

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں

قائداعظم کی تین اہم نصیحتیں

قائداعظم نے قیام پاکستان کے فوراً بعد پاکستان کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کے سلسلہ میں بعض نہایت اہم اور بنیادی ہدایات دی تھیں۔ ان ہی میں سے ایک ہدایت ملک سے تین لعنتیں دور کرنے سے متعلق تھی۔ آج یہ امر ہمارے لئے خوشی اور مسرت کا موجب ہے کہ اس وقت قائداعظم کی بیان کردہ ہدایات اور نصیحتوں کی روشنی میں ان لعنتوں کو دور کرنے کی پرخلوص کوششوں کا آغاز ہو چکا ہے اور دن بدن ایسے حالات رونما ہوتے جا رہے ہیں جن میں بجا طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ان لعنتوں کے کلی طور پر دور ہو جانے سے بالآخر صحیح معنوں میں ایک صحت مند معاشرہ ابھر آئیگا اور تعمیر پاکستان کے ضمن میں قائداعظم نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر دنیا کے سامنے آجائیگی۔ ان تین لعنتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے قائداعظم نے ان کے استیصال کی نصیحت اپنی اُس معرکۃ الآراء تقریر میں کی تھی جو آپ نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو مجلس دستور ساز میں فرمائی تھی۔

آپ نے فرمایا۔

(۱) اُن بڑی لعنتوں میں سے جن میں بدقسمتی سے برصغیر مبتلا ہے۔ ایک بدعنوانی اور رشوت کی لعنت ہے۔ فی الحقیقت رشوت ایک زہر ہے ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم نہایت درجہ سختی کے ساتھ اس لعنت کا استیصال کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ جب بھی آپ کی اس اسمبلی کے لئے ممکن ہوا اس کے استیصال کے سلسلہ میں ضروری اقدامات کریں گے۔

(۲) دوسری لعنت چوربازاری ہے۔ میں جانتا ہوں کہ چوربازاری کرنے والے بارہا پکڑے بھی جاتے ہیں اور انہیں کیفر کردار تک پہنچایا بھی جاتا ہے یعنی مروجہ عدالتی طریق کے مطابق انہیں سزائیں دی جاتی ہیں اور ان پر جرمانے وغیرہ کئے جاتے ہیں۔ اب آپ لوگوں کو اس عفریت سے نپٹنا ہے۔ ہمارے موجودہ پرمحن حالات میں جبکہ ہم پیہم خوراک اور دوسری اشیائے صرف کی قلت سے دوچار ہیں یہ لعنت معاشرے کے خلاف ایک ہیبت ناک جرم کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک شہری جو چوربازاری کا مرتکب ہوتا ہے وہ تمام جرائم میں سے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ سنگین جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ چوربازاری کرنے والے عام طور پر سمجھدار، ذہین اور ذمہ دار لوگ ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک ان کو بہت سخت سزا ملنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ اپنے اس فعل سے خوراک اور دوسری اشیائے صرف پر کنٹرول اور قابو پانے کے نظام کی جڑیں کھوکھلی کرتے ہیں اور وسیع پیمانے پر قلت پیدا کرکے لوگوں کو نہ صرف فاقوں کی نوبت تک پہنچاتے ہیں بلکہ بعض اوقات ان کو موت کی آغوش میں سلانے کا موجب بھی بنتے ہیں۔

(۳) ایک اور لعنت بھی ہے جس کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ لعنت بھی ہمیں ایک طرح سے ورثہ میں ملی ہے بہت سی اچھی اور بری چیزیں جو ہم تک پہنچی ہیں ان کے ساتھ ساتھ یہ عظیم خرابی بھی ہمارے حصہ میں آئی ہے یہ ہے عہدہ سے ناجائز انتفاع اور خویش پروری کی لعنت۔ اس لعنت کو بڑی سختی کے ساتھ کچلنا ضروری ہے۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں ناجائز انتفاع، اقربا نوازی اور کسی بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ دباؤ کو برداشت نہیں کروں گا۔ جب کبھی مجھے معلوم ہوا کہ ایسی باتیں راہ پا رہی ہیں یا کہیں کسی نچلی یا اونچی سطح پر ان پر عمل ہو رہا ہے تو یقیناً میں اس صورت حال کو ہرگز پنپنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

(SPEECHES OF QUAID-I-AZAM IN THE CONSTITUENT ASSEMBLY OF PAKISTAN— PAGE 2)

ناظمین اطفال کی توجہ کیلئے

ناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ اپنی ماہانہ رپورٹ ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ تک دفتر اطفال میں ارسال کر دیا کریں۔

سیکرٹری عمومی
(اطفال الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

کُل پاکستان مشاعرہ

۱۸ر جنوری کی شام، ایوانِ محمود میں مجلس حسنِ بیان کے زیرِ اہتمام ۱۹۹۰ کی پہلی ادبی تقریب منعقد ہوئی۔ یہ تقریب ایک کل پاکستان مشاعرہ تھا جس میں لاہور سے جناب منیر نیازی، جناب قتیل شفائی، جناب اسرار زیدی، جناب قمر اجنالوی، جناب جاذب ناصری، جناب غالب احمد اور جناب عبدالکریم قدسی تشریف لائے۔ اسلام آباد سے جناب طاہر عارف شریک ہوئے، سرگودھا سے جناب پروفیسر غلام جیلانی اصغر۔ جناب یونس خیال، جناب یوسف خالد اور جناب اکرم محمود نے تکلیف فرمائی۔

فیصل آباد سے جناب ڈاکٹر سید احسن زیدی نے قدم رنجہ فرمایا، ساہیوال سے جناب منظور احمد اور کراچی سے جناب شاہد الوری آئے۔ مقامی شعراء میں سے جناب نسیم سیفی جناب چوہدری محمد علی، جنابِ محمود فہیم، جناب راجہ یوسف۔ جناب راجہ نذیر احمد ظفر اور ڈاکٹر پرویز پروازی نے اپنا کلام سنایا۔ اس تقریب کی صدارت عہد حاضر کے نامور نقاد جناب ڈاکٹر وزیر آغا نے فرمائی۔ اس تقریب میں معززین شہر، باہر سے آئے ہوئے متعدد مہمانان کرام کے علاوہ ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ جناب سردار کاظمی اور چنیوٹ کے اسسٹنٹ کمشنر ڈاکٹر محمد امجد ثاقب بھی شریک ہوئے۔

مشاعرہ تقریباً ½۸ بجے شروع ہوا۔ ایوانِ محمود کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہال کے پچھلے حصہ میں قنات لگا کر خواتین کے لئے علیحدہ باپردہ نشستیں مہیا کی گئی تھیں آٹھ بجکر پچیس منٹ پر جب شعراء اور دیگر مہمانان ہال میں داخل ہوئے تو حاضرین نے ایستادہ ہو کر ان کا استقبال کیا۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے صدارت کی کرسی سنبھالی۔ میزبانی کے فرائض ڈاکٹر پرویز پروازی نے انجام دیئے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا جو جناب الیاس کساوے نے کی۔ اس کے بعد جناب غلام سرور نے ترنم کے ساتھ نعت پیش کی۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

مشاعروں کی روایت کے مطابق مشاعرہ کے میزبان کو اپنا کلام سنانا چاہیئے تھا مگر جناب غالب احمد کو واپس جانا تھا اس لئے صاحبِ صدر کی اجازت سے آپ نے سب سے پہلے اپنا کلام پیش کیا۔ چھوٹی بحر کی خوبصورت غزل تھی۔ ردیف تھی آنکھیں۔

ایک جھلک دیکھ اس کو
اب دیکھیں گی کیا آنکھیں
پیا ملن کی آس نہیں
کاگا چُن چُن کھا آنکھیں

ان کے بعد میزبان مشاعرہ ڈاکٹر پرویز پروازی نے غزل پیش کی۔

کبھی اے دل زدگاں، دل تو دکھاؤ اس کو
کیا وہ پتھر ہے کہ پتھر پہ اثر نہ ہوگا

مقامی شعراء میں سے سب سے پہلے سید محمود فہیم کو پکارا گیا۔ آپ نے خوبصورت شعر سنائے۔ یہ شعر بطورِ خاص پسند کیا گیا

شہر کے شیشہ گرو خیر مناؤ اپنی
سنگ ہے ہاتھ میں اور ہاتھ ہے دیوانے کا

ان کے بعد ایک مقامی شاعر راجہ یوسف کو تکلیف دی گئی۔ راجہ صاحب کے بعد اکرم محمود کو زحمتِ کلام دی گئی۔ آپ نے دو نامکمل غزلیں سنائیں مگر دونوں غزلوں پر بھرپور داد وصول کی۔

سوچتی آنکھوں میں عکس رائیگاں رہ جائے گا
خواب بجھ جائیں گے خوابوں کا دھواں رہ جائیگا

تعلق زندگی سے مختصر رکھا ہوا ہے
کہ شانوں پر نہیں نیزے پہ سر رکھا ہوا ہے

اکرم محمود کے فوراً بعد راجہ نذیر احمد ظفر کو پکارا گیا راجہ صاحب نے غزل عطا فرمائی

اس کے بعد مہمان شعراء کا سلسلہ شروع ہوا۔ سرگودھا کے یونس خیال کو پکارا گیا۔ آپ کی غزل بھی خوب تھی کہ

تم محبت مزید لائے ہو
گھر میں پہلے عذاب کیا کم تھے

سرگودھا کے ہی یوسف خالد ان کے بعد تشریف لائے۔ جواب آنے کو ہے۔ شباب آنے کو ہے کی زمین میں شعر عطا فرمایا۔

جب پرندے بے سبب خاموش ہوں تو جان لو
آندھیاں اُٹھنے کو ہیں، موسم خراب آنے کو ہے

ساہیوال سے تشریف لائے ہوئے شاعر میجر منظور احمد نظم کے جانے پہچانے شاعر تھے مگر آپ نے غزل ارشاد فرمائی اور رنگ باندھ دیا۔ نعتیہ شعر تھا۔

کون آتا ہے، کہ یہ حکم فرشتوں کو ہوا
بزم دنیا مہ و انجم سے سجا دی جائے

اس زمین میں حسن تغزل ملاحظہ فرمایئے

جن حسیں آنکھوں نے جینے کی دعا دی تھی کبھی
ان حسیں آنکھوں کو جینے کی دعا دی جائے

جناب منظور احمد کے بعد لاہور کے جاذب ناصری تشریف لائے۔ ناصری صاحب گھن گرج والے شاعر ہیں

جب بھی حالات نے تیور بدلے
تیرے ماتھے کی شکن یاد آئی

آپ نے اپنی غزل ترنم سے سنائی مگر سامعین ان کے ماتھے کی شکن اور تیور دیکھتے رہے! جناب ناصری کے بعد اسلام آباد کے نوجوان شاعر جناب طاہر عارف کو پکارا گیا۔ طاہر عارف کا یہ شعر بہت پسند کیا گیا۔

آئینہ دیکھ کر یہ بھید کھلا
مَیں تو اس شخص سے ملا ہی نہیں

طاہر عارف کے بعد لاہور کے جناب عبدالکریم قدسی کی باری آئی۔ میزبان نے قدسی صاحب کا شعر پڑھ کر ہی انہیں پکارا کہ

نکل جتنے بھی ترکش میں تیر باقی ہیں
ابھی قفس میں بہت سے اسیر باقی ہیں

مگر جناب عبدالکریم قدسی کے ترکش میں پنجابی کی غزل تھی اور وہ خوب پسند کی گئی

بالاں دے سر ہون یا ہون اماماں دے
شملاں نوں حاکم لئی تحفے لوڑی دے

جناب قدسی کے بعد، کراچی کے مزاحیہ شاعر جناب شاہد الوری کی باری آئی۔ میزبان نے ان کی غزل کا شعر سنا کر انہیں پکارا۔ زمین تھی کیا کرو گے اگر سحر نہ ہوئی۔ شاہد صاحب نے فرمایا

گھیر چالیس انچ تک پہنچا
یہ تو کمرہ ہوا کمر نہ ہوئی!

شاہد الوری نے ففٹی ففٹی کے عنوان سے غالب اور اقبال کے مصرعوں پر تضمین کر رکھی ہے۔ اس ففٹی ففٹی سے آپ نے متعدد قطعات سنائے۔ اور خوب داد پائی۔

ان کے بعد لاہور کے شاعر جناب اسرار زیدی کی باری آئی۔ اسرار زیدی نے بھرپور غزل سنائی اور خوب داد سمیٹی۔

اپنے آپ سے خود ہی گریزاں لگتے ہیں
بھیڑ میں سارے چہرے یکساں لگتے ہیں
اپنی کہانی سب کی کہانی لگتی ہے
سب کے گریباں اپنے گریباں لگتے ہیں

اسرار زیدی کے بعد جناب قمر اجنالوی غزل سرا ہوئے اور اپنے روایتی خطیبانہ انداز میں غزل سنائی۔ زمین تھی اقرار کرتا ہوں، اصرار کرتا ہوں۔ یہ شعر بہت پسند کیا گیا۔

اگر حق مانگنا جینے کا گستاخی میں شامل ہے
تو گستاخی کی جرأت اے مری سرکار کرتا ہوں۔

ان کے بعد دھیمے لہجے کے شاعر، ڈاکٹر سید احسن زیدی تشریف لائے۔ احسن زیدی نے بھی خوب داد وصول کی

آئے گا صیاد کوئی آشیانوں کی طرف
پھر پرندے دیکھتے ہیں آسمانوں کی طرف
جو کبھی ممکن نہ تھا اب وہ بھی ممکن ہو گیا
تیر بھی اب لوٹ آتے ہیں کمانوں کی طرف

ڈاکٹر احسن زیدی کے بعد، چوہدری محمد علی صاحب (مضطر عارفی) کی باری آئی۔ چوہدری صاحب نے بقولِ خود تیس برس پرانی غزل سنائی۔

کھٹکھٹانے پر بھی دل کا وا نہ دروازہ کیا
ہم نے ہر حالت میں اپنے آپ سے پردہ کیا

مشتعل چہرے اندھیری رات میں جلتے رہے
بوند پانی کی نہ برسی، شہر نے فاقہ کیا

رات کو شیشہ دکھا کر چاند کی تصویر کی!
دور تک کھڑکی کے رستے چاند کا پیچھا کیا

مضطر صاحب کی اس غزل پر میزبان نے گرہ لگائی کہ شاعر کے قول کے مطابق یہ تیس برس پہلے کی غزل ہے مگر فی الحقیقت یہ غزل تیس برس آگے کی غزل معلوم ہوتی ہے۔ مضطر صاحب کے بعد جناب مولانا نسیم سیفی کو پکارا گیا۔ سیفی صاحب نے حسب عادت دھیمے مگر بھرپور انداز میں ایک طویل غزل نما نظم عطا فرمائی۔

اس کا ایک شعر:

مَیں نے تیرے کفِ پا کو چوما تو ہے میرا دل تیری گلیوں میں
گھوما تو ہے
میرے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لے لو چل میں نہیں پوچھتا
تجھ سے کوئی پتہ

سیفی صاحب کے بعد جناب قتیل شفائی کی باری آئی۔ قتیل صاحب نے فرمایا۔ جو غزل میں یہاں سنانا چاہتا تھا وہ گھر بھول آیا ہوں مگر جو غزلیں وہ گھر نہیں بھول آئے تھے ان کے تیور بھی خوب تھے۔

مجھ سے منسوب تھیں داستانیں کئی ایک سے اک نئی
خوبصورت مگر اک جو الزام تھا، وہ ترا نام تھا

صبح سے شام تک جو مرے پاس تھی وہ تری آس تھی
شام کے بعد جو کچھ لبِ بام تھا، وہ ترا نام تھا

دوسری غزل کا مطلع تھا۔

رقص کرنے کا ملا حکم جو دریاؤں میں
ہم نے خوش ہو کے بھنور باندھ لئے پاؤں میں

قتیل شفائی کے بعد بزرگ شاعر جناب پروفیسر غلام جیلانی اصغر تشریف لائے۔

گلی کے موڑ پر سایہ بڑا سہانا تھا!
گرا دیا ہے ہوا نے شجر پرانا تھا

دوسری غزل کی زمین تھی۔ گھاؤ کیسا ہے، الاؤ کیسا ہے شعر ارشاد فرمایا

تمام شہر میں جس بے وفا کا چرچا ہے
تمہیں ملے تو مجھے بھی بتاؤ کیسا ہے

تیسری غزل پر تو فی الجملہ بہت ہی داد ملی۔ زمین

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

کتاب :- محبوبات

تصنیف کردہ :- سیّدہ حفیظۃ الرحمٰن

محترمہ سیدہ حفیظۃ الرحمٰن تو اب کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ وہ جماعت کی ایک معروف مصنفہ ہیں۔ آپ نے تخلیق الاول، قرۃ العین۔ دستک۔ کلمہ توحید کا سفر۔ کتابیں تصنیف کی ہیں اور یہ ساری کتابیں اپنے اپنے رنگ میں قارئین سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ اس کے باوجود یہ کہنا نا مناسب نہ ہوگا کہ قرۃ العین کو خاص پذیرائی حاصل ہوئی اب انہوں نے "محبوبات" پیش کی ہے۔ اس کے متعلق وہ خود جو کچھ کہتی ہیں وہی ہمارے تعارف کا نچوڑ سمجھیں۔

"یہ کوشش ان دکھی معصوم ہستیوں کے نام معنون کرتی ہوں جو نئی نسل کی سطحی سوچ کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ میں دعا گو ہوں کہ رب العزت ان کے لئے رحمتوں کے تمام دروازے کھول دے اور ہر دروازے پر تیرے محبوب سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و رضا کی دستک ہو۔ اور اپنے پڑھنے والوں سے اس دعا کی بھی التجا کرتی ہوں کہ خداوند عالم ان بکھرے ہوئے موتیوں کو یکجا کر کے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے گلشن کی زینت بنا دے تا داعی الی اللہ بن کر وہ عظیم ہستیوں میں تبدیل ہو جاویں۔" یہ انہوں نے خود انتساب کے طور پر اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔

اس کا تعارف محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے یوں تحریر فرمایا ہے۔

"محترمہ حفیظۃ الرحمٰن صاحبہ سے تعارف ان کی کتابوں کی وساطت سے ہوا۔ ان کی تصنیفات تخلیق الاول۔ قرۃ العین۔ دستک کلمہ توحید کا سفر میری نظر سے گزریں جب ان کی تصنیف 'قرۃ العین' میں نے پڑھی تو بہت دلچسپ اور کارآمد لگی۔ شوق سے پڑھتی رہی لیکن جوں جوں اسے پڑھا ایک تکلیف دہ احساس بھی دل میں پیدا ہوتا گیا۔ میں نے اپنے گرد پھیلے ہوئے معاشرے کی ایک لڑکی کے ذہن سے سوچا تو یوں محسوس ہوا کہ اس قرۃ العین سے وابستہ کی جانے والی امیدوں کے بوجھ سے اس غریب کے کندھے دبتے چلے جا رہے ہیں۔ اور تنہا یہ بوجھ اٹھانا اس کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میں نے سوچا قرۃ العین بننے کا کٹھن کام عورت تنہا نہیں کر سکتی یہ اسی وقت ممکن ہے جب مرد اپنے تمام قویٰ کے ساتھ اس کی مدد کرے اگر اس دنیا میں سچے عباد الرحمٰن پیدا ہو جائیں تو پھر قرۃ العیون خود بخود پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ سو اس وقت میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں مصنفہ سے کہوں کہ اب وہ عباد الرحمٰن کے عنوان سے بھی ایک کتاب ان مردوں کے متعلق لکھیں جو حقیقی معنوں میں ایک قرۃ العین کے ساتھی بننے کے اہل ہوں۔ لیکن اس خواہش کا اظہار کرنے میں کافی وقت گزر گیا۔ اور پھر جب ان تک میری یہ خواہش پہنچی تو مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ پہلے ہی اس مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نئی کتاب "محبوبات" کے نام سے لکھ چکی ہیں۔ سو انہوں نے مجھے اس کا مسودہ بھجوایا اور میں نے اسے پڑھا۔ اس کتاب میں مصنفہ نے بڑی اچھی طرح سے مردوں کی کمزوریاں اور کوتاہیاں جن سے گھریلو سکون برباد ہوتا ہے بیان کرتے ہوئے ان کی تہہ میں موجود وجوہات کا تجزیہ کیا ہے اور ان کے تدارک کے طریق بھی تجویز کئے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں رونما ہونے والے چھوٹے چھوٹے واقعات سے میاں بیوی کی زندگیوں میں پیدا ہونے والی تلخیوں کا ذکر کرتے ہوئے اچھے طریق پر ان واقعات کا کھلا کھلا تجزیہ کیا ہے اور پھر نصیحت کی ہے۔ عورت کے درد کو دل کی گہرائیوں میں محسوس کر کے مؤثر طریق پر اس کا اظہار کیا ہے اور جگہ جگہ مردوں کو ان کی غلطیوں کا احساس دلا کر انہیں صحیح معنوں میں عباد الرحمٰن بننے کے لئے راہوں کی نشان دہی کی ہے۔ بہت سے مقامات پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے جانشینوں کے فرمودات کے بیان سے تحریر میں لذت اور قوت پیدا ہو گئی ہے۔ ان فرمودات کو جس طریق سے مضمون میں "فٹ ان" (FIT IN) کرتی ہیں وہ انداز بہت دلچسپ ہے۔ کتاب کے آخر میں عورتوں کو بھی ان کے فرائض یاد کروا دیئے گئے ہیں جو کہ ضروری تھا۔ ورنہ وہ صورتِ حال بھی یقیناً تکلیف دہ ہوتی ہے جب کسی عباد الرحمٰن کو قرۃ العین نہ ملے۔"

آپ نے دعا کے رنگ میں اس تعارف میں یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا کرے اس کتاب کو پڑھنے والے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ مرد جنہیں یقیناً بعض پہلوؤں سے خدا تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ وہ اپنے مقام کو پہچانیں اور ایسا کردار اپنے اندر پیدا کر سکیں کہ اس دنیا میں بھی اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے جنت پیدا کرنے والے ہوں اور آخرت میں بھی اپنے رب کی دائمی جنتوں کے وارث بننے والے ہوں"

سیدہ حفیظۃ الرحمٰن کہتی ہیں: "کچھ پکار کچھ آنسو کچھ آہیں مجھے ہر بچی کے دامن میں جب نظر آئیں تو میں نے ان آنسوؤں کی گواہی لے کر اور ان آہوں کی دہائی لے کر ان صفحات میں خدام کو پیش کر دیں۔ اس امید پر کہ شائد خدام اپنے آنسوؤں سے ہی روشنی پا جائیں۔ ان آہوں سے ہی راستے کے کانٹے چن لیں اور اس پکار پر ہی محبت کے دریچے ان کے لئے کھول دیں۔ اور ہر دریچے میں سے یہی صدا آ رہی ہو کہ "اے خدا تو نے جو میرے لئے نازل کیا ہے میں اس بھلائی کا مانگنے والا ہوں"۔

کتاب کا آغاز سہیل کے نام خط سے کیا گیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ واقعی سہیل سیدہ حفیظۃ الرحمٰن کا بیٹا ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جس رنگ میں سہیل کو مخاطب کیا گیا ہے اور جو باتیں سہیل سے کہی گئی ہیں وہ ہر بیٹے کو سہیل بنا دیتی ہیں اور اس کے لئے ان باتوں کا مفید ہونا ایک یقینی بات بن جاتا ہے۔ اس میں انہوں نے ایک نہایت پیارے رنگ میں یہ شکوہ بھی کیا ہے کہ زبانی کلامی جو باتیں تم سے ہوتی رہیں وہ تو تم نے سنی ان سنی کر دیں لیکن اب اچھا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو خط کے ذریعے کچھ باتیں کہتے ہیں جن کے متعلق سیدہ موصوفہ کہتی ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ تم ان پر عمل کرو گے۔ ان میں جن باتوں کا ذکر ہے وہ سب سے پہلے ایمان پھر اعمال صالحہ اور اس کے بعد ذاتی پیار، ماں بہن محبوب ہستی بیوی دوسری محبوب ہستی۔ خدمت کے ذریعے قیادت اور پھر عباد الرحمٰن کے علاوہ سچے موحد۔ کوہ وقار۔ غنی النفس۔ تہجد گزار طالب رضائے الٰہی، سکون کے ضامن۔ سچائی شعار زندگی۔ بزرگانہ انداز۔ احترام قرآن۔ دعا گو۔ تعدد ازدواج۔ ایسا کیوں یہ وہ موضوعات ہیں جن پر آپ نے قلم اٹھایا ہے۔ آخیر پر آپ لکھتی ہیں۔

یہاں میں یہ اقرار کرتی چلوں کہ عیب شماری کی طرف متوجہ رہنا ٹھیک نہیں ہے مگر میری نیت صرف اصلاح ہے۔ کئی خاص اشخاص کو مدنظر رکھ کر بے شک لکھا گیا ہے مگر کسی خاص ہستی کی عیب چینی نہیں کی گئی ہے۔ خوبیوں کا اظہار کرنا حوصلہ افزائی کی علامت ہے مگر اپنے عزیز لوگوں کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرنا بھی ان کو مزید لغزشوں سے بچانے کے مترادف ہے"۔

کتاب منگوانے کے لئے آپ سیدہ حفیظۃ الرحمٰن بلاک ۲ A ۲۹۶ گلشن اقبال کراچی کے پتہ پر لکھیں۔

بقیہ :- کل پاکستان مشاعرہ

بھی اٹھایا جائے۔ سنایا جائے۔ شعر ہوا۔

برف کی سل بھی تو حدت سے پگھل جاتی ہے
کیوں نہ اس شخص کو سینے سے لگایا جائے۔

جیلانی صاحب کی بھرپور غزلوں کے بعد منیر نیازی ہی ٹھہر سکتے تھے۔ میزبان نے منیر نیازی کے لفظوں میں ہی آواز دی ؎

آواز دے کے دیکھ لو شائد وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے

منیر نیازی نے بھرپور شعر، اپنے مخصوص خواب ناک انداز میں عطا فرمائے

خیال جس کا تھا مجھے، خیال میں ملا مجھے
سوال کا جواب بھی، سوال میں ملا مجھے

دوسری غزل کا مطلع ؎

کسی کو اپنے عمل کا حساب کیا دیتے!
سوال سارے غلط تھے جواب کیا دیتے!

منیر نیازی، کلام عطا کر چکے تو سامعین بڑی دیر کے بعد انکے سحر سے آزاد ہوئے میزبان نے میر مشاعرہ جناب ڈاکٹر وزیر آغا کو زحمت کلام دی۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے فرمایا کہ "درحقیقت تو منیر نیازی کے کلام پر مشاعرہ ختم ہو چکا ہے۔ اب اتفاق سے میں بھی شعر کہتا ہوں محض رسماً کچھ عرض کرتا ہوں" اس کے بعد آغا صاحب نے پنجابی کی ایک غزل کے چند شعر عطا فرمائے۔

سامعین کے اصرار پر جناب پروفیسر غلام جیلانی اصغر، جناب قتیل شفائی اور جناب منیر نیازی کو دوبارہ پڑھنے کی تکلیف دی گئی قتیل شفائی نے سامعین کے ذوق نظر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ "اتنے اچھے سامعین کہیں کہیں میسر آتے ہیں جی چاہتا ہے سناتے ہی چلے جائیں" اس پرسکون اور داد و تحسین کی مسرت انگیز فضا میں سوا گیارہ بجے میزبان نے مشاعرہ کے اختتام کا اعلان ان لفظوں سے کیا کہ "اتنا بھرپور مشاعرہ ہوا ہے کہ شکریہ کے الفاظ گونگے نظر آتے ہیں۔ بہر حال آپ سب کا بہت شکریہ"!

اس پُر مسرت تقریب کا اہتمام بزم حسن بیان نے کیا تھا مگر اس کی تمام تر انتظامی ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے اٹھائی تھی اس لئے

شام کے بعد جو کچھ لب بام تھا، وہ ترا نام تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

مکرم ڈینیل محمود صاحب

مکرم ڈینیل محمود صاحب جو آج سے دس سال قبل امریکہ میں احمدیہ جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ اور جن کی شادی گزشتہ سال عزیزہ امۃ القیوم بنت مکرم پروفیسر محمد ارشد صاحب سے ہوئی تھی، چند روز کے لئے ربوہ تشریف لائے تو الفضل کے نمائندے کو انہوں نے بتایا کہ احمدیہ جماعت میں شمولیت سے قبل وہ کیتھولک عیسائی تھے کالج کے زمانے میں ایک روز ایک نوجوان طالب علم نے کالج کی لائبریری میں ان سے پوچھا کہ ان کا مذہب کیا ہے اور اس کے بعد مذہب کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو شروع ہوگئی۔ یہ نوجوان طاہر احمد حمید تھا چند روز کی گفتگو کے بعد طاہر صاحب نے ڈینیل صاحب کو مطالعہ کے لئے ایک دو پمفلٹ دیئے۔ جو انہوں نے لے تو لئے لیکن اس کے مطالعہ کو ان کا جی نہ چاہا چنانچہ انہوں نے وہ پمفلٹ لے کر گھر کے کسی کونے میں رکھ دیئے۔ ان کا خیال تھا کہ ہر وہ بات جو ان کے مذہب کے خلاف ہے وہ اس قابل نہیں کہ اس کا مطالعہ کیا جائے اگرچہ زبانی گفتگو تو جاری رہی اور اس گفتگو کے نتیجے میں وہ اپنے گھر کے دیگر نوجوانوں سے بھی اس سلسلہ میں بات چیت کرتے رہے لیکن کسی کتاب کا پڑھنا ان کے لئے ممکن نہ ہو سکا۔ وہ اسے گناہ سمجھتے تھے اور اسی لئے ایک عرصہ تک انہوں نے کسی پمفلٹ یا کتاب کو ہاتھ نہ لگایا۔

گفتگو کے نتیجے میں جب انہیں کسی حد تک یہ احساس پیدا ہوا کہ کتابیں بھی دیکھنی تو چاہئیں تو انہوں نے آغاز میں دیئے گئے پمفلٹس کا مطالعہ شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ دیگر پمفلٹ بھی پڑھ ڈالے۔

وہ کہتے ہیں کہ طاہر صاحب مجھے اپنے والد صاحب اور دیگر احمدیوں سے بھی ملاتے رہے اور اس طرح آہستہ آہستہ احمدیت کے قریب آ گئے۔ آخر ایک دفعہ انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ جماعت میں داخل ہونا چاہتے ہیں چنانچہ طاہر صاحب نے جو میری ہی طرح نوجوان ہیں اس بات پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ ان کے والدین نے بھی انہیں خوش آمدید کہا اور ہوتے ہوتے انہوں نے طاہر کی امی کو امی جی کہہ کر اپنی والدہ بنا لیا۔

جب ڈینیل صاحب کے والد صاحب کو پتہ چلا تو پہلے تو انہوں نے پریشانی کا اظہار کیا لیکن پھر وہ ان سے ملے۔ اور وہ ان کے نئے ساتھیوں سے بھی ملے تو انہیں احساس ہوا کہ ان کا بیٹا اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور کہ وہ اخلاقی لحاظ سے اب پہلے سے بہتر ہے اس لئے انہوں نے اس فیصلہ کو دل سے قبول کر لیا۔ طاہر کے والدین نے ڈینیل کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ وہ حیران رہ گیا۔ دونوں کی آپس میں محبت بڑھنے لگی اور ڈینیل اپنے آپ کو اس گھر کا ایک فرد سمجھنے لگا۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بتایا کہ صرف خدا اور اس کے رسول کو خوش کرنا چاہیئے اور کسی کی خوشی یا ناراضگی کا انہیں قطعاً خیال نہیں ہے۔

شادی کے سلسلہ میں وہ کہنے لگے کہ میں نے اس تجویز کے بعد متعدد راتیں دعا میں گذاریں اور استخارہ کیا اور جب تک مجھے اس بات کا یقین نہیں ہو گیا کہ اس شادی میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی شامل ہے میں نے اس کی حامی نہیں بھری چونکہ مخلص، ایمان لانے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں دو جنتیں عطا کرتا ہے۔ ایک اس دنیا میں اور ایک دوسری دنیا میں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میری بیوی میرے لئے اس دنیا کی جنت ہے اور میں نے اس سے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ ہر بات اور ہر کام خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کرے۔ اور اس کے مقابلہ میں اور کسی کی خوشنودی اس کے مدّنظر نہیں ہونی چاہیئے۔

مکرم ڈینیل محمود صاحب چند روز اور ربوہ میں قیام کرنے کے بعد پاکستان کے بعض دوسرے شہروں میں بھی جائیں گے۔

ہم انہیں پاکستان آنے کے سلسلے میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگرچہ آپ امریکہ سے یہاں تشریف لائے ہیں اور وہیں رہتے ہیں لیکن آپ بنیادی طور پر یہیں کے باشندہ ہیں۔

بچوں کا کالم

پیارے بچو!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور آپ کو دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے کی توفیق دے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بڑے بڑے کاموں کی بنیاد چھوٹے چھوٹے کام ہوتے ہیں۔ اگر ابھی سے آپ اس بات کو ذہن میں رکھیں گے تو اللہ نے چاہا تو جب بڑے بڑے کام کرنے کا وقت آئے گا تو آپ بہت اچھی طرح بڑے بڑے کام کر سکیں گے۔ اگر ابھی سے آپ یہ عادت بنا لیں کہ اپنے ساتھیوں کی مدد کرنا ہے۔ کسی ضرورت مند کو کوئی چیز دے کر یا کسی کو سبق بتا کر یا کسی اور طرح ہمدردی کر کے تو آپ خدا کے فضل سے ساری عمر انسانیت کی خدمت کر سکیں گے۔

○ ہمارے پیارے امام نے جماعت کی توجہ اس طرف پھیری ہے کہ لوگوں کی بھلائی کے کام سب سے مل جل کر کئے جائیں۔ اس میں کوئی خوبی نہیں کہ ہم کہیں کہ یہ کام صرف ہم ہی کرتے ہیں۔ اوروں کو بھی ساتھ ملائیں اور سب مل کر ایک دوسرے کے فائدے کی باتیں کریں۔

○ حضرت بانی سلسلہ عالیہ نے فرمایا ہے کہ جب تک بھلائی کے کاموں کا تعلق ہے ان کا کسی ایک قوم یا ایک مذہب سے تعلق نہیں ہے۔ بھلائی کریں تو سب کی کریں، چاہے وہ ہندو ہوں یا عیسائی ہوں یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔

○ (حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے اپنی نظم "نونہالان جماعت سے خطاب" کے لئے درج ذیل نوٹ تحریر فرمایا تھا۔)

ہر قوم کی زندگی اس کے نوجوانوں سے وابستہ ہے کس قدر ہی محنت سے کوئی کام چلایا جائے۔ اگر آگے اس کے جاری رکھنے والے لوگ نہ ہوں تو سب محنت غارت جاتی ہے اور اس کام کا انجام ناکامی ہوتا ہے گو ہمارا سلسلہ روحانی ہے مگر چونکہ مذکورہ بالا قانون بھی الٰہی ہے اس لئے وہ بھی اسکی زد سے بچ نہیں سکتا۔ پس اس کا خیال رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے ہم پر واجب ہے کہ آپ لوگوں کو ان فرائض پر آگاہ کر دیں جو آپ پر عائد ہونے والے ہیں اور ان راہوں سے واقف کر دیں جن پر چل کر آپ منزلِ مقصود پر پہنچ سکتے ہیں اور آپ پر فرض ہے کہ آپ گوشِ ہوش سے ہماری باتوں کو سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تا خدا تعالیٰ کی طرف سے جو امانت ہم لوگوں کے سپرد ہوئی ہے اس کے کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق ہمیں بھی اور آپ لوگوں کو بھی ملے۔

اس غرض کو مدّنظر رکھتے ہوئے میں نے مندرجہ ذیل نظم لکھی ہے جس میں حتی الوسع وہ تمام نصیحتیں جمع کر دی ہیں جن پر عمل کرنا سلسلہ کی ترقی کے لئے ضروری ہے گو نظم میں اختصار ہوتا ہے مگر یہ اختصار ہی میرے مدعا کے لئے مفید ہے کیونکہ اگر رسالہ لکھا جاتا تو اس کو بار بار پڑھنا وقت چاہتا جو ہر شخص کو میسر نہ ہو سکتا مگر نظم میں لمبا مضمون تھوڑی عبارت میں آ جانے کے باعث ہر ایک شخص آسانی سے اس کا روزانہ مطالعہ کر سکتا ہے اور اس کو ایسی جگہ بھی لٹکا سکتا جہاں اس کی نظر اکثر اوقات پڑتی رہے اور اس طرح اپنی یاد کو تازہ رکھ سکتا ہے خوب یاد رکھو کہ بعض باتیں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں مگر ان کے اثر بڑے ہوتے ہیں پس اس میں لکھی ہوئی کوئی بات چھوٹی نہ سمجھو اور ہر ایک پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ تھوڑے ہی دن میں اپنے اندر تبدیلی محسوس کرو گے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اپنے آپ میں اس کام کی اہلیت پیدا ہوتی دیکھو گے جو ایک دن تمہارے سپرد ہونے والا ہے یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارا یہی فرض نہیں کہ اپنی اصلاح کرو بلکہ یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بعد میں آنیوالی نسلوں کی بھی اصلاح کی فکر رکھو۔ اور ان کو نصیحت کرو کہ وہ اگلوں کی فکر رکھیں اور اس طرح یہ سلسلہ ادائے امانت کا ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتا چلا جاوے تا کہ یہ دریائے فیض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا ہے ہمیشہ جاری رہے اور ہم اس کام کے پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے آدم اور اس کی اولاد پیدا کی گئی ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

○ بعض لوگ قرض لیتے ہیں تو جلدی ادا نہیں کرتے اور کسی سے کام کرواتے ہیں تو اس کی اجرت وقت پر ادا نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنا جوتا مرمت کروانے کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے موچی کو دیا۔ جب نوکر جوتا مرمت کروا کے لایا تو مالک سے اُجرت مانگی تاکہ موچی کو دی جائے۔ مالک کہنے لگا۔ اسے کہو انتظار کرے، اس کی باری آئے گی تو فوراً ادا کر دیں گے۔ ابھی تو اس شخص کی رقم بھی ادا کرنی ہے جس سے جوتا خریدا تھا موچی کو اتنی جلدی کیا پڑ گئی ہے۔

○ کیا آپ نے اپنے ابّو۔ امی یا کسی اور رشتہ دار سے قادیان کے متعلق کچھ سُن رکھا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو جو کچھ آپ نے سُنا ہے وہ اپنے دوستوں کو بتانے کے لئے ہمیں لکھ کر بھیج دیجئے۔ ہم اس کالم میں شائع کروائیں گے۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۲۳ء۔ MRS MINAH W/O WIANTASAKIM. و پیشہ خانہ داری عمر ۶۳ سال، بیعت ۱۹۵۴ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۱/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین ۱۰۰ مربع میٹر مالیتی ۵۵،۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۴۵۰،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰،۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ۔ MINAH W/O WIANTASAKIM انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ WIANTASAKIM خاوند موصیہ انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ MIHAR JANENDRA انڈونیشیا۔

دے چکے دِل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح

○ مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب اٹھوال صدر محلہ دار العلوم جنوبی ربوہ کی بیٹی عزیزہ امۃ المتین صاحبہ کا نکاح ہمراہ مکرم شفقت علی گوہر صاحب ولد چوہدری محمد لطیف صاحب ساکن چک ۳۱۲ ج ب کتھو والی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بعوض ۳۵۰۰۰/- ہزار روپے حق مہر پر مکرم مسعود احمد صاحب شاہد مربیّ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مورخہ یکم فروری ۱۹۹۰ء کو بعد نماز عشاء بیت البشیر دار العلوم جنوبی میں پڑھا۔

عزیزہ امۃ المتین صاحبہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم۔ ایس۔ سی بائیو کیمسٹری میں گولڈ میڈل حاصل کر چکی ہیں۔ نیز انہوں نے پوری سائنس فیکلٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح عزیز شفقت علی گوہر صاحب نے میٹرک سائنس گروپ کے امتحان میں سرگودہا بورڈ میں سلور میڈل حاصل کیا تھا اور انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے بی۔ ایس۔ سی سول انجنیئرنگ نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کی۔ اس وقت آپ بطور انجینئر منگلا ڈیم میں کام کر رہے ہیں۔

○ مکرم محمد منیر احمد صاحب شمس (متعلم جامعہ احمدیہ درجہ مبشر) ابن مکرم محمد سلیمان صاحب لاہور کا نکاح محترمہ عشرت نیازی صاحبہ بنت مکرم ٹھیکیدار محمد صادق صاحب نیازی آف واہ کینٹ کے ہمراہ بعوض دس ہزار روپے حق مہر مورخہ ۱۲، جنوری ۹۰ء کو احمدیہ بیت الذکر واہ کینٹ میں بعد نماز جمعہ مکرم شیخ محمد نعیم صاحب مربیّ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پڑھا۔

○ عزیزہ خالدہ نصرت صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب وٹرنری سرجن دار الصدر غربی ربوہ کا نکاح مکرم بشیر الدین صاحب ولد مکرم ملک نواب الدین صاحب آف کوئٹہ حال مغربی جرمنی کے ساتھ مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے مورخہ ۲، فروری ۱۹۹۰ء کو بیت المبارک ربوہ میں پڑھایا۔ دونوں بچے مکرم فیض الحق خاں صاحب آف کوئٹہ کے نواسے ہیں۔ قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتے فریقین کے لئے خیر و برکت کا باعث فرمائے اور شیریں ثمرات سے نوازے۔

تقریب شادی

○ مکرم محمد سعید صاحب خالد مربیّ سلسلہ ابن مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری کی شادی کی تقریب مورخہ ۱۴، جنوری ۱۹۹۰ء کو عمل میں آئی۔ برات کوارٹرز تحریک جدید سے دار العلوم غربی بمکان مکرم چوہدری غلام احمد صاحب نائب تحصیلدار (ریٹائرڈ) گئی۔ جہاں محترم مرزا عبد الحق صاحب نے دُعا کرائی۔ اگلے روز مورخہ ۱۶، جنوری بروز سوموار دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اختتام دعوت پر محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سابق امیر و مربیّ انچارج غانا نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کرائی۔

○ عزیزہ ناصرہ شمس صاحبہ بنت حافظ مبین الحق شمس صاحب کا نکاح ہمراہ مکرم لئیق احمد خان صاحب ابن مکرم عبد اللطیف خان صاحب آف کوئٹہ مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب نے مورخہ ۲۹، ستمبر ۱۹۸۹ء کو ۲۵، ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اسی روز شام ۶ بجے دُعا کے بعد رخصتی عمل میں آئی۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو جانبین کیلئے ہر لحاظ سے مبارک کرے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ، مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

هوالشافی
جدید یونانی طریقہ علاج کا مرکز
الیاس دواخانہ
حکیم الیاس احمد رجسٹرڈ طبی کونسل پاکستان
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
ہر قسم کے پیچیدہ امراض کے علاج کیلئے تشریف لائیں
مستورات کیلئے معائنہ کا معقول انتظام ہے نیز
ہر قسم کی دیسی ادویات بھی دستیاب ہیں۔

عزیزیہ کالونی کے خریداران
فوری متوجہ ہوں
جن احباب نے عزیزیہ کالونی۔ ربوہ میں شریف احمد بھٹی صاحب کی معرفت رہائشی پلاٹ خریدے تھے۔ وہ مہربانی کرکے اپنے خرید کردہ پلاٹ نمبر سے خاکسار کو فوراً مطلع کریں۔
چوہدری امجد علی ابن چوہدری فرزند علی
مکان نمبر ۱/۱۰ فیکٹری ایریا ۲ ربوہ

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے
حب اٹھراء کو متعارف کرانے والا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
• گوجرانوالہ فون ۷۳۸۴۴ • ربوہ فون ۹۰۴
• قلعہ کالروالہ • ملتان • کراچی

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو کے والدین کیلئے

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ خطبہ جمعہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء و خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء

حضور نے فرمایا :-

آئندہ بیس سال میں واقفین نو پر بہت بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ اپنے بچوں کی تربیت میں پہلے سے بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں۔

(۱) واقفین نو بچوں کو بچپن ہی سے متقی بنائیں۔ ان کے ماحول کو پاک صاف رکھیں اُن کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں کہ اُن کے دِل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہو جائیں۔

(۲) بچپن ہی سے انہیں خدا کی گود میں ڈال دیں اور دل تقویٰ سے بھر دیں۔ ان کا زیور تقویٰ ہے اور یہ تقویٰ ہی سے سجائے جائیں گے۔

(۳) ان کی عظمتِ کردار کے لئے ابھی سے کوششیں شروع کر دیں۔ بچپن ہی سے کردار بنائے جاتے ہیں۔ یہ وقت ہے کہ جب یہ نرم نرم کونپلیں ہیں۔ اس وقت جس ڈھب پر چاہیں چل سکتے ہیں۔ ان کی طرف خصوصی توجہ کریں۔

(۴) ابھی سے ان کے دل میں امام جماعت کی محبت ڈالیں۔

(۵) ہر واقف نو کو تین زبانیں سیکھنا ہونگی۔ زبانیں سکھانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں کیونکہ اگر پنگوڑے میں زبان سکھائی جائے تو یہ بہت اچھا ہے اگر ایسی دائی مل جائے نرس مل جائے اور جو توفیق رکھتے ہوں وہ اس پر عمل کریں۔ اردو اور عربی کی بنیادی تعلیم کی طرف خاص توجہ کریں۔ ہر احمدی وقف نو عربی بھی سیکھے گا اور اردو بھی سیکھے گا۔ اس کا فوراً انتظام گھروں میں کریں۔

(۶) جن کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں ایسی بچیوں کو تعلیم کے میدان میں آگے لانا ہے۔ علمی کام سکھائیں۔ ان کے لئے بڑے ہو کر بی۔ایڈ۔ ایم۔ایڈ ایسی ڈگریاں جن میں تعلیم سکھانے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے ان کو ان میں داخل کریں۔ اسی طرح ڈاکٹری کی تعلیم بھی دی جاسکتی ہے۔ ابھی سے ان کی تربیت اس رنگ میں کریں۔

نظام جماعت کو واقفین نو بچوں کے حالات سے آگاہ کریں۔ معلوماتی فارم پُر کر کے وکالت دیوان تحریک جدید۔ ربوہ۔ پاکستان کو روانہ کریں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

اعلیٰ باسمتی چاول

جب سے گورنمنٹ نے باسمتی چاول کی ایکسپورٹ کی اجازت دی ہے۔ ادارہ شفا میڈیکو نہایت اعلیٰ کوالٹی کا چاول ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ کوالٹی کے لحاظ سے یہ چاول مُلک کے اندر اور مُلک کے باہر نہایت مقبول ہے۔

غیر ممالک میں جو اصحاب چاول امپورٹ کرنا چاہیں وہ ہم سے رابطہ کریں۔

اسی طرح ہم وافر مقدار میں کرنل باسمتی۔ ۳۷۰ باسمتی اور ۳۸۵ باسمتی پرانی اور نئی فصل نقد خریداری کرتے ہیں۔ جو اصحاب اپنا مال فروخت کرنا چاہیں ہم سے رابطہ کریں۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ ہم صرف اعلیٰ کوالٹی کے مال کے ہی خریدار ہیں

شفا میڈیکو چوک شفا میڈیکو۔ نزد میو ہسپتال۔ لاہور

فون ۶۳۶۹۳ - ۲۲۳۴۶۲

ٹیلیکس نمبر SHIFA PK ۴۴۳۸۹ ٹیلی فیکس ۲۲۸۵۹۶

خبریں

ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کی حمایت اور کشمیری حریت پسندوں پر بھارتی مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر پورے پاکستان میں ۵ فروری کو فقید المثال ہمہ جام ہڑتال رہی۔ تمام مارکیٹیں، بازار، تجارتی ادارے، سرکاری ادارے، نیم سرکاری ادارے اور تعلیمی مراکز بند رہے، ہر قسم کی ٹرانسپورٹ بند رہی رکشا ٹیکسی ویگن سروس ہر قسم کی بند رہی۔ سینما ہال بھی بند رہے۔ قریباً ہر شہر اور قصبے میں عوام نے زبردست جلوس نکالے جلسے منعقد کئے اور کشمیری حریت پسندوں کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا اعلان کیا۔

○ پیر کی رات پاکستان چوک کراچی میں نامعلوم افراد کی اندھا دھند فائرنگ سے تین افراد ہلاک ہو گئے۔

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہش مندوں کیخاطر

حضرت **حکیم نظام جان** کے فرزند

حکیم عبد الحمید اعوان

کا

ماہانہ پروگرام

○ ۵-۶-۷ تاریخ کو مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ ○ ۱۵-۱۶ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والہ ○ ۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی ○ ۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ حضوری باغ روڈ ملتان

باقی دِنوں میں مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مشورہ ہوسکتا ہے۔

مینجر **مشہور دواخانہ** (رجسٹرڈ)

گوجرانوالہ

غیر ملکی خبریں

○ مسلمان چھاپہ ماروں نے گذشتہ روز مصر میں اسرائیلی سیاحوں کی ایک بس پر اچانک حملہ کر کے ۱۰ یہودیوں کو ہلاک کر دیا۔ ایک مسلمان گروپ نے دعویٰ کیا ہے کہ اسرائیل مسلمان قوم پرستوں پر جیلوں میں جو مظالم توڑ رہا ہے یہ کارروائی اس کے انتقام کے طور پر کی گئی ہے۔

○ گذشتہ دنوں سعودی عرب کے ایک سفارت کار اور دو دیگر سٹاف ممبرز کو بنکاک میں قتل کر دیا گیا تھا۔ سعودی عرب کی حکومت نے قاتلوں کو بے نقاب نہ کر سکنے پر تھائی لینڈ سے اپنا سفیر واپس بلانے کی دھمکی دی تھی۔ فوری اقدامات کے طور پر سعودی حکومت نے تھائی لینڈ سے مزدوروں کی بھرتی بند کر دی ہے۔

○ روسی حکام کا کہنا ہے کہ آذربائیجان میں فوج مسلمانوں کو کچلنے کے لئے نہیں بھیجی گئی تھی اور نہ ہی اس کارروائی کا مقصد کسی مذہب کو دبانا تھا۔ ریڈیو ماسکو نے کہا ہے کہ روسی حکام نے تازقستان میں برسوں سے بند مساجد کے تالے کھول دیئے ہیں اور ان مساجد کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا ہے اور مسلمانوں کو نئی مساجد کی تعمیر کی اجازت بھی دے دی ہے۔

○ فرانس میں مغربی اور وسطی حصے میں ۱۶۰ کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے آندھی آئی جس سے ۱۹ افراد ہلاک ہو گئے۔ موسلا دھار بارش کی وجہ سے گاڑیوں کی آمدورفت میں خلل پڑا۔ آندھی کے باعث گھروں کی چھتیں اڑ گئیں۔ قریباً ۲۰ لاکھ افراد بجلی کی سہولت سے محروم ہو گئے۔

اعلان گمشدگی

خاکسار کے کچھ ضروری کاغذات عدالت ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ اور ٹاؤن کمیٹی کے درمیان کہیں گر گئے ہیں۔ جن صاحب کو ملیں وہ براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا دیں۔

میر محمد عبد اللہ۔ مکان ۶/۴۲ فیکٹری ایریا۔ ربوہ